ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.7, Issue.1 (2024)
(October- December)

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

The Causes of non-Sharia Marriage Rituals and Counteraction in the Light of Quran and Hadith

اسبابِ غیر شرعی رسوماتِ شادی اور قرآن وحدیث کی روشنی میں سد باب

Abdul Haseeb
Riaz ul Haq
Amjid Ali
PhD Scholar, Institute of Islamic Studies & and Sharia, MY University, Islamabad
abdulhaseeb37303@gmail.com
PhD Scholar, Institute of Islamic Studies & and Sharia, MY University, Islamabad
rasheedawanpari@gmail.com
PhD Scholar, Institute of Islamic Studies & and Sharia, MY University, Islamabad
amjidchishti786@gmail.com

Abstract

Islam is a comprehensive way of living. And marriage is a base of human life. Islam give a lot of importance to marriage. Marriage has many customs and traditions according to different civilization and places. Some practices of marriage are not realized well in Islam. Every Muslim marriage has a few fundamental elements. Marriages must be announced in public. They should never be conducted in secret. In order to get notoriety, a big feast, or walimah, is typically thrown with the express intent of declaring to the world that the couple is now married and has rights to one another. The Muslims of sub-continent have been living with Hindus for many years so many practices of marriage included in Muslims customs of marriage but forbidden in Islam. Some like as Conducting dance and dance ceremonies at weddings where men and women gather together, drinking alcohol, Wasteful work, The ritual of "Mayeon bithana" where the bride is separated before marriage, Fireworks, Vari means advertising the bride's dowry, Extortion in which money is taken from guests. It is completely wrong; however, guests can give gifts as they wishand the ritual of dowry etc. All of these ritual and traditions and customs of marriage are forbidden in Islam. Islam don't like any ritual things that is against nature. Because all constitutions of Islam according to nature.Marriage is a natural human requirement so its customs also should according to human beings. And Islam is according to natural principles.

Keywords: Marriage, Walimah, Traditions, customs, dowry, Ritual, Islamic Life

شادی ایک مذہبی فریضہ بھی ہے اور ایک معاشرتی، جسمانی، روحانی، تہذیبی، انسانی، ثقافتی، وراثتی، عائلی، تمدنی، اخلاقی تقاضا بھی ہے۔ مختلف مذاہب کے لوگ جب ایک ساتھ تہذیبی وتمدنی زندگی بسر کرتے ہیں تو رسوم ورواج کے اختلاط کی وجہ سے مذہبی احکام و قوانین مٹتے چلے جاتے ہیں۔اور جب کئی نسلوں بعد شعوری احیاء نمودار ہوتا ہے تو جدید دور کی نسلیں اپنے مذہب سے انحراف اور دیگر مذہبی رسم ورواج کی پیروکار اور عادتاً دلدادہ بن چکی ہوتی ہے۔ جیسے برصغیر کے مسلمان ہندوؤں کے ساتھ رہنے کئی برس رہنے کی وجہ سے بہت ساری ہندوؤنہ رسم ورواج اپنا چکی ہیں۔ جن کا اسلام میں وجود نہیں ہے۔چند مشہور ہندوؤنہ رسم ورواج درج ذیل ہیں جو شادی کے لئے مخصوص سمجھے جاتے ہیں۔

I. پیڑا

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(October- December)

II. مائیاں

III. تیل چڑھانا

IV. جوٹھا ٹکا لگانے کی رسم

V. جھلڑیاں

VI. لسی پیر

VII. پانی وارنا

VIII. مکلاوا

یہ شادی کی رسومات ہیں جو ہندو دھرم میں خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ جیسا پیڑا کے بارے میں حافظ محمد زاہد بیان کرتے ہیں کہ :

"یہ شادی کی اولین رسوم میں سے ایک رسم ہے۔ "پیڑا" باریک پیسی ہوئی ماش یعنی پیٹھی سے بنایا جاتا ہے۔ دلہا ایک لکڑی کی تھال پر بیٹھتا ہے اور مرکزی دیوتاؤں کی مدد مانگی جاتی ہے۔ بالخصوص دولت کی دیوی سے جس کی شبیہہ موجودہ دور کے ایک سکے پر بنی ہے۔ یہ سکہ ہر ایک رسم میں استعمال ہوتا اور بہ احتیاط سنبھال کرر کھا جاتا ہے۔ شادی کے بعد آٹے سے ان دیویوں اور دیوتاؤں کی مورتیاں بنائی جاتی ہیں۔ پیٹھی اور اس سے بنی ہوئی ایک مٹھائی تمام رشتہ داروں اور دوستوں کے درمیان تقسیم کرتے ہیں"[1]

گویا کہ اس طرح سے ملتی جلتی شادی کے دوران رسومات مسلمانوں کے ہاں بھی ادا کی جاتی ہیں۔ اور پھر تمام رسومات ادا کرنے کے بعد آخر میں مکلاوا کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ حافظ محمد زاہد یوں رقمطراز ہیں ہیں کہ :

"لڑکی سسرال میں چند دن ٹھہرنے کے بعد اپنے باپ کے گھر واپس جاتی ہے۔ شوہر ایک مخصوص عرصے (شادی کے دن سے لے کر ایک تا تین سال) بعد اپنے چند دوستوں کے ہمراہ اسے واپس لینے جاتا ہے۔ اس موقعہ پر لڑکے کا سسر اسے کچھ جوڑاے اور زیور دیتا ہے"[2]

اس طرح ہندوؤں کے ساتھ رہتے ہوئے مسلمانوں میں بھی اس طرح کی رسومات شامل ہو گئیں۔ اور آج مختلف شکلوں میں وقوع پذیر ہیں۔ شریعتِ مطہرہ نے زندگی گزارنے میں ہماری بہترین رہنمائی فرمائی ہے چنانچہ شادی کرنے کا حکم دیا کہ اس میں بڑی عافیت اور دین و دنیا کی بہتری ہے۔ بلکہ نکاح سے تنگ دستی بھی دور ہوتی ہے کہ بیوی بچے اپنے نصیب کا رزق ساتھ لاتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث پاک ہے کہ :

"عن عائشة رضي الله عنها عن النبي انه قال تزوجوا النساء فإنهن يأتين بالمال"[3]

"ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے عورتوں سے نکاح کرو کہ وہ مال ساتھ لاتی ہیں"

صرف اس وجہ سے شادی نہ کرنا کہ مال و متاع کی کمی ہے اس طرح کی سوچ سنت رسول کے خلاف ہے۔ اس لئے ہر سوچ و بچار کو بالائے طاق کر رکھ کر شادی جیسے اہم فریضہ کو ضرور سر انجام دینا چاہئے۔

نکاح سنت مؤکدہ ہے لیکن کبھی واجب اور کبھی فرض بھی ہو جاتا ہے اور کبھی مکروہ اور حرام بھی ہو جاتا ہے۔ بہار شریعت میں ہے :

---

[1] محمد زاہد، مذاہبِ عالم میں شادی بیاہ کی تعلیمات، (لاہور، منور پبلی کیشنز، 2012ء)، ص 70

[2] محمد زاہد، مذاہبِ عالم میں شادی بیاہ کی تعلیمات، (لاہور، منور پبلی کیشنز، 2012ء)، ص 71

[3] الھیتمي، أحمد بن محمد بن علي بن حجر، أبو العباس، الإفصاح عن أحاديث النكاح، باب الحديث الحادي عشر، (اردن عمان، دار النشر، 1406ھ)، ص 11

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(October- December)

"اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عنین (نامرد) ہو اور مہر ونفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح سنت مؤکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اڑا رہنا گناہ ہے اور اگر حرام سے بچنا یا اتباع سنت وتعمیلِ حکم یا اولاد حاصل ہونا مقصود ہے تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذت یا قضائے شہوت منظور ہو تو ثواب نہیں۔ شہوت کا غلبہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو معاذ اللہ اندیشۂ زنا ہے اور مہر ونفقہ کی قدرت رکھتا ہو تو نکاح واجب۔ یونہی جبکہ اجنبی عورت کی طرف نگاہ اٹھنے سے رک نہیں سکتا یا معاذ اللہ ہاتھ سے کام لینا پڑے گا تو نکاح واجب ہے۔ اگر یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے میں زنا واقع ہو جائے گا تو فرض ہے کہ نکاح کرے۔ اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان نفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا تو مکروہ ہے اور ان باتوں کا یقین ہو تو نکاح حرام مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا"[4]

گویا کہ بہارِ شریعت کے اس وضاحت سے درج ذیل نکات خاص اہمیت کے حامل ہیں:

1. اگر زنا ہونے کا یقین ہو تو نکاح فرض ہے۔
2. شہوت کے غلبہ اس قدر ہو کہ گناہ کا اندیشہ ہو اور مہر ونفقہ پر بھی قدرت رکھتا ہو تو نکاح واجب ہے۔
3. حالت اعتدال میں یعنی شہوت کا غلبہ بہت زیادہ نہ ہو، عنین (نامرد) نہ ہو اور حق مہر اور نان ونفقہ کی ادائیگی کی صلاحیت بھی رکھتا ہو تو نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے اور نکاح نہ کرنے کی ضد پر لگے رہنا گناہ ہے۔
4. فعل حرام سے بچنے کے لئے نکاح کرنا باعثِ ثواب ہے۔
5. اتباع سنت وتعمیلِ حکم بجالانے کے لئے نکاح کرنا باعث ثواب ہے۔
6. نکاح کا مقصد محض حصول لذت ہو یا شہوت کو پورا کرنا مقصود ہو تو ثواب حاصل نہ ہو گا۔
7. نان ونفقہ کے قابل نہ ہونا اور ضروری باتوں کا پورا نہ ہونے کا اندیشہ ہو تو نکاح مکروہ ہے۔
8. نان ونفقہ اور دیگر ضروری باتوں کے پورا نہ ہونے کا یقین ہو تو نکاح حرام ہے۔

پھر رشتہ کہاں کرنا چاہئے اس کی بھی رہنمائی فرمائی اور اس میں دیندار کو انتخاب کرنے کا کہا گیا چنانچہ ابن ماجہ کی حدیث پاک ہے:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "تُنْكَحُ المَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ، تَرِبَتْ يَدَاكَ"[5]

"حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار وجوہات کی بناء پر عورت سے نکاح پر کیا جاتا ہے اس کے مال، حسب، خوبصورتی اور اس کی دین داری کے سبب۔ تم دین کو ترجیح دو"

دین اسلام دین فطرت ہے اور اس کے فطرتی اصولوں میں سے یہ اہم بات ہے کہ شادی کرتے وقت یہ چار باتیں خاص خصوصیات کی حامل ہیں یعنی:

1. زیادہ تر لوگ مالدار گھرانوں میں نکاح کو ترجیح دیتے ہیں۔
2. کچھ لوگ حسب ونسب کی بنا پر نکاح کر لیتے ہیں۔
3. کچھ لوگ صرف عورت کی خوبصورتی پر ہی نکاح کر لیتے ہیں۔
4. اور کچھ لوگ عورت کے دیندار ہونے کی وجہ سے نکاح کرتے ہیں۔

---

[4] اعظمی، محمد امجد علی، بہارِ شریعت، (لاہور، ضیاء القرآن، س ن)، ج 1، ص 6

[5] أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، صحيح البخاري، (دار طوق النجاة، ط 1، 1422ھ)، 7:7، الرقم: 5090۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(October- December)

یعنی حسب و نسب، خوبصورتی اور مال و دولت سے زیادہ دیندار عورت کا انتخاب کیا جائے۔ تاکہ نیک کاموں میں وہ تعاون کرے اور اولاد پر بھی اچھے اثرات مرتب ہوں۔ اسی طرح ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کی:

"يا رَسُول الله أَي المال نتَّخذ قَالَ (ليتَّخذ أحدكُم قلبا شاكرا وَلِسَانًا ذَاكِرًا وَزَوْجَة مُؤمنَة تعين أحدكُم على أَمر الْآخِرَة)"[6]

"یا رسول اللہ ﷺ ہم کس طرح کے مال کو اختیار کریں؟ تو ارشاد فرمایا: دل کو شکر گزار بناو، زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رکھو اور نیک عورت کا انتخاب کرو جو نیکی کے کاموں میں مدد کرنے والی ہو"

شوہر کی غیر موجودگی میں اس کے مال اور عزت و مال کی محافظہ ہو نہ یہ کہ پیچھے سے غیر مردوں سے منہ کالا کرتی پھرے۔ یعنی شوہر جب کام کے سلسلے میں یا کسی اور وجہ سے گھر سے باہر جائے تو پیچھے گھر کے مالک کی عزت و مال کی محافظہ ہو۔ اس طرح کی خصوصیات کی حامل ایک نیک بیوی ہی ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے:

" عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَى اللَّهِ خَيْرًا لَهُ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ، إِنْ أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ، وَإِنْ نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ، وَإِنْ أَقْسَمَ عَلَيْهَا أَبَرَّتْهُ، وَإِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ»"[7]

نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ اللہ سے ڈرنے کے بعد بندہ مومن کیلئے نیک بیوی سے زیادہ نفع مند کوئی شے نہیں کہ اگر اس کا شوہر گھر پر موجود نہ ہو تو اس کے مال اور عزت کی حفاظت کرنے والی ہو۔"

جبکہ موجودہ دور میں رشتہ کرتے وقت دین داری کا تو تصور نہیں ہوتا بلکہ اگر لڑکے نے داڑھی رکھی ہو تو کہا جاتا ہے داڑھی منڈوائے گا تو شادی کریں گے۔ بس مال و دولت ہی دیکھی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شادیاں کامیاب نہیں ہوتیں۔ عشق و معشوقی میں کورٹ میرج کر لی جاتی ہے یہ بھی پتہ نہیں ہوتا عورت و مرد کا عقیدہ و نسب کیا ہے۔ گندے خاندان میں نکاح کر کے اپنی نسل خراب کر لی جاتی ہے۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ اچھے خاندان میں نکاح کرتا کہ اچھے اخلاق کے بچے ہوں چنانچہ ابن ماجہ کی حدیث پاک ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَخَيَّرُوا لِنُطَفِكُمْ، وَانْكِحُوا الْأَكْفَاءَ، وَأَنْكِحُوا إِلَيْهِمْ» وفي لفظ فان النساء يلدن اشباه اخوانهن واخواتهن"[8]

"اپنے نطفے کے لئے اچھی جگہ تلاش کرو۔ کفو (برابر کے خاندان) میں بیاہ ہو اور کفو سے بیاہ (شادی) کرلاؤ کہ عورتیں اپنے ہی کنبے کے مشابہ جنتی ہیں"

بد اخلاق، بے حیا، بے دین سے نکاح کیا جائے گا تو اولاد بھی ایسی ہو گی یعنی جیسی فصل ویسا ہی کھیت ہوتا ہے زمین اگر زرخیز ہو تو فصل بھی خوبصورت اور منافع بخش ہوتی ہے اسی طرح اچھے خاندان کی عورت اچھے بچے جنتی ہے۔ اس بات کی تصدیق سائنس بھی کرتی ہے کہ جینز میں بہت ساری وراثتی خاندانی خصوصیات روپوش ہوتی ہیں جو پیدائش کے بعد زندگی کے مختلف حصوں میں رونما ہوتی ہیں۔

"The term "Mendelian inheritance" describes certain patterns of characteristic inheritance from parents to children. Gregor Mendel, an Austrian monk, conducted hundreds of tests with pea plants in the 19th century and discovered these broad patterns. Mendel developed the theories of dominant and recessive modes of heredity

---

[6] الزیلعی، جمال الدین أبو عبداللہ محمد بن یوسف، نصب الرایۃ، (الریاض دار ابن خزیمۃ، 1444ھ)، ج2، ص70

[7] أبو عبداللہ، محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، (دار احیاء الکتب العربیہ، س ن)، ج1، ص596

[8] أبو عبداللہ، محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، (دار احیاء الکتب العربیہ، س ن)، ج1، ص633

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(October- December)

via his studies of how characteristics (such color and form) are handed down from one generation to the next.[9]"

"مینڈیلین وراثت سے مراد کچھ خاص نمونے ہیں کہ کس طرح خصائل والدین سے اولاد میں منتقل ہوتے ہیں۔ یہ عمومی نمونے آسٹریا کے راہب گریگور مینڈل نے قائم کیے تھے، جنہوں نے 19ویں صدی میں مٹر کے پودوں کے ساتھ ہزاروں تجربات کیے تھے۔ مینڈل کی دریافتوں سے کہ کس طرح خصلتیں (جیسے رنگ اور شکل) نسل در نسل منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ وراثت کے غالب اور متواتر طریقوں کا تصور متعارف کرایا"

تو گویا ثابت ہوا کہ والدین کی خصوصیات بچوں میں جینیاتی و وراثتی طور پر منتقل ہوتی ہیں۔ اس لئے حدیث مطابق دیکھ بھال کر اچھے اخلاق والی باکردار خاتون سے نکاح کرنا چاہئے یعنی بداخلاق کی بجائے بااخلاق خاتون سے شادی کی جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"تزوجوا فی الحجز الصالح فان العرق دساس"[10]

"اچھی نسل میں شادی کرو کہ رگِ خفیہ اپنا کام کرتی ہے"

اچھی نسل سے مراد اخلاق و کردار کے حوالے سے خاتون کا اچھا ہونا ہے۔ اور اچھے خاندان کا ہونا کیونکہ اگر خاندان میں برائیاں پائی جاتی ہیں تو اولاد میں بھی یہ خصوصیات پائی جاتی ہوں گی۔ اس اسلام بدکردار عورت کی بجائے دیندار عورت کو ترجیح دی گئی ہے۔ تاکہ آنے والی نسل والدین بلکہ ملک و قوم کے لئے بہتر ثابت ہو۔

یہاں تک دیکھا گیا ہے کہ ماں باپ اپنے بچے یا بچی کی شادی بدمذہبوں سے کر دیتے ہیں جو گستاخ رسول، گستاخ صحابہ اور گستاخ اولیاء ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے اولاد میں بھی وہی بدمذہبی والے جراثیم ہوتے ہیں۔

حضور ﷺ نے بدمذہبوں سے نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ فرمایا:

"فلا تناکحو هم ولا توا کلوهم ولاتشاربوهم ولا تصلوا معهم ولا تصلوا علیهم"[11]

"ان (یعنی بدمذہبوں) کیساتھ نکاح نہ کرو، ان کے ہمراہ نہ کھاؤ، اور نہ پیو، ان کے ہمراہ نماز بھی نہ پڑھو اور ان کی نماز جنازہ مین شرکت نہ کرو۔"

جو انسان دین اسلام کو مٹانے کی کوشش کرے اور اسلامی تشخص کو بگاڑنے کی کوشش کرے تو پھر ان جیسوں کی معاشرتی حوصلہ شکنی ضروری ہے تاکہ اسے معلوم ہو کہ ہر مذہب کا احترام لازمی ہے۔ بدمذہب کی توہین لازمی ہے نہ کہ اسے اپنا ادا بنا کر اس کی عزت و تکریم کی جائے۔ حدیث پاک میں ہے:

"عن عبداللہ بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی ﷺ من وفر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام"[12]

"عبداللہ بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کسی بدمذہب کی توقیر کرے اس نے اسلام کے ڈھانے میں مدد دی"

بعض لوگ دل کو تسلی دیتے ہوئے یہ کہہ کر شادی کر لیتے ہیں کہ اسے بعد میں اپنے عقیدہ پر لے آئیں گے۔ پھر یا تو خود بدمذہب ہو جاتے ہیں یا اولاد بدمذہب ہو جاتی ہے۔ امام احمد رضا خانؒ لکھتے ہیں:

[9] .https://www.genome.gov/genetics-glossary/Mendelian-Inheritance

[10] علاء الدین علی متقی بن حسام الدین، کنز الاعمال، (بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، س ن)، ج16، ص304

[11] کنز الاعمال، ج11، ص765

[12] طبرانی، أبي القاسم سلیمان بن أحمد، المعجم الصغیر، (القاهره، دار الحرمین، س ن)، ج7، ص35

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(October- December)

"غیر مذہب والیوں کی صحبت آگ ہے ذی علم عاقل بالغ مردوں کے مذہب اس میں بگڑ گئے ہیں، عمران بن حطان رقاشی کا قصہ مشہور ہے یہ تابعین کے زمانہ میں ایک بڑا محدث تھا خارجی مذہب کی عورت کی صحبت میں معاذاللہ خود خارجی ہوگیا اور یہ دعوی کیا تھا کہ اسے سنی کرنا چاہتا ہے۔ جب صحبت کی یہ حالت تو استاد بنانا کس درجہ بدتر ہے کہ استاد کا اثر بہت عظیم اور نہایت جلد ہوتا ہے اور پھر کمسن لڑکیاں کچی لکڑی کی طرح جدھر کو پھیری گئی پھر جائیں گی، تو غیر مذہب عورت کی سپردگی یا شاگردی میں اپنے بچوں کو وہی دے گا جو آپ دین سے واسطہ نہیں رکھتا اور اپنے بچوں کے بددین ہوجانے کی پرواہ نہیں رکھتا"[13]

وہ بدمذہب اشخاص جن کی بدمذہبیت حد کفر تک پہنچ چکی ہو ان سے نکاح باطل ہے۔ جیسے قادیانیوں سے نکاح کرنا۔ پھر نکاح کے بعد شریعت نے مرد وزن کو ایک دوسرے کے حقوق پورے کرنے کی تلقین کی ہے۔ مرد پر لازم ہے کہ وہ عورت کے نان ونفقہ کو پورا کرے۔ اسے مجبور نہ کرے کے اپنے ماں باپ سے پیسے یا فلاں چیز لے کر آؤ۔ عورت پر لازم ہے کہ وہ شوہر کی خدمت کرے شوہر کے لئے کھانا پکانا، اس کے کپڑے دھونا، گھر کی صفائی کرنا، بچوں کی پرورش کرنا وغیرہ یہ سب عورت پر دیانۃ واجب ہے۔ اگر شوہر صحبت کے لئے بلائے تو اپنے آپ کو اس کے حوالے کرے ورنہ سخت گناہ گار ہے۔

ابوداؤد شریف کی حدیث مبارکہ ہے کہ:

" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الملَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ "[14]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب مرد اپنی زوجہ کو اپنے فراش (بستر) پر بلائے اور وہ عورت منع کردے، شوہر کی ناراضگی کی حالت میں رات گزارے تو فرشتے صبح تک اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں"

شادی کے بعد میاں بیوی کو اپنے اپنے فرائض کا علم ہونا ضروری ہے جس میں بنیادی ذمہ داری والدین کی بنیادی طور پر تربیت کا کرنا ہے تاکہ اس طرح کے مسائل ہی پیدا نہ ہوں۔

اسی طرح ابوداؤد الطیالسی اپنی کتاب میں حدیث یوں نقل کرتے ہیں کہ:

" عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْهُ، فَقَالَتْ: مَا حَقُّ الزَّوْجِ عَلَى امْرَأَتِهِ؟ فَقَالَ: «لَا تَمْنَعُهُ نَفْسَهَا وَإِنْ كَانَتْ عَلَى ظَهْرِ قَتَبٍ، وَلَا تُعْطِي مِنْ بَيْتِهِ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِهِ، فَإِنْ فَعَلَتْ ذَلِكَ كَانَ لَهُ الْأَجْرُ وَعَلَيْهَا الْوِزْرُ، وَلَا تَصُومُ تَطَوُّعًا إِلَّا بِإِذْنِهِ، فَإِنْ فَعَلَتْ أَثِمَتْ، وَلَمْ تُؤْجَرْ، وَأَنْ لَا تَخْرُجَ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ فَإِنْ فَعَلَتْ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ مَلَائِكَةُ الْغَضَبِ وَمَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ حَتَّى تَتُوبَ أَوْ تُرَاجِعَ» قِيلَ: وَإِنْ كَانَ ظَالِمًا؟ قَالَ: «وَإِنْ كَانَ ظَالِمًا» "[15]

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کی روایت بیان کرتے ہیں ایک عورت نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی شوہر کا بیوی پر حق کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت کے ذمے شوہر کا یہ حق ہے کہ اپنی ذات کو اس سے نہ منع کرے۔ اگرچہ وہ کجاوے (اونٹ کی کاٹھی جس پر دو شخص ایک دوسرے کے مقابل بیٹھے) ہوں۔ شوہر سے اجازت لیے بغیر اس کے گھر کوئی چیز نہ دے۔ اگر اس عورت نے ایسا کیا تو اس کا اجر شوہر کو مل جائے گا اور عورت گناہ گار ہوگی۔ نفلی روزہ شوہر سے اجازت لیے بغیر نہ رکھے۔ بغیر اجازت رکھنے کی صورت میں گناہ گار ہوگی، اجر بھی نہیں ملے گا۔ بغیر شوہر کی اجازت کے اس کے گھر سے باہر نہ جائے، اگر وہ اس فعل کا مرتکب ہوئی تو غضب ورحمت کے فرشتے اس عورت کی توبہ کرنے یا واپس گھر پلٹنے تک اس عورت پر لعنت برساتے رہتے ہیں۔ پوچھا گیا: اگر شوہر ظلم کرتا ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگرچہ وہ ظالم ہو۔"

---

[13] بریلوی، امام احمد رضا خاں، فتاوٰی رضویہ، (لاہور، رضا فاؤنڈیشن، س ن) ج23، ص695

[14] امام ابوداؤد، سنن ابوداؤد (بیروت، المکتبۃ العصریۃ، س ن)، ج2، ص244

[15] ابوداؤد طیالسی، مسند أبي داود الطيالسي، (مصر، دار ہجر، س ن)، ج3، ص457

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(October- December)

گویا کہ مرد و عورت کو اپنے فرائض کا علم ہونا ضروری ہے تاکہ وہ شادی جیسے اہم فریضہ میں بندھنے کے بعد ایک دوسرے کے حقوق ادا کر سکیں۔اور جدید دور کی خواتین مغرب کی خواتین کی روش پر نہ چلیں بلکہ قرآن وسنت کے آئینے میں زندگی بسر کر سکیں۔ دورِ حاضر میں چونکہ دنیا گلوبل ویلج سے بلکہ ایک روم تک سمٹ چکی ہے اس لئے مغرب اور ہندوؤنہ رسم ورواج میں اسلام کی دہلیز تک پہنچ چکے ہیں جن کا سد باب نہایت ضروری ہے۔تاکہ دورِ حاضر میں روشن خیالی کے آڑ میں پھیلنے والی معاشرتی برائیوں کا خاتمہ کیا جاسکے جو کہ ایک خفیہ یلغار کی صورت میں ہمارے معاشرے کو تباہ و برباد کر رہی ہیں۔اور معاشرہ اخلاقی طور پر اس قدر تباہی کے دہانے تک پہنچ چکا ہے کہ رواج پذیر معاشرتی وسماجی برائیوں فردِ معاشرہ کو برائیاں ہی نہیں لگتی۔

ستارے ملا کر رشتہ کرنا

ایک رسم رائج ہونا شروع ہوگئی ہے کہ رشتہ طے کرتے وقت لڑکا اور لڑکی کے ستارے ملائے جاتے ہیں۔ان ستاروں کو ملانے والے مخصوص عامل قسم کے لوگ ہوتے ہیں جو الٹا سیدھا حساب لگا کر کہتے ہیں کہ ان کا جوڑ صحیح نباہ کرے گا یا نہیں۔ یہ رسم بھی مکمل غیر شرعی اور ہندوٗانہ رسم ہے۔ستاروں کا نکاح و تقدیروں کیساتھ کوئی واسطہ تعلق نہ ہے۔جیسا کہ صحیح بخاری میں امام بخاری نقل کرتے ہیں کہ :

وَقَالَ قَتَادَةُ: {وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ}[16] خَلَقَ هَذِهِ النُّجُومَ لِثَلاَثٍ: جَعَلَهَا زِينَةً لِلسَّمَاءِ، وَرُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ، وَعَلاَمَاتٍ يُهْتَدَى بِهَا، فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيهَا بِغَيْرِ ذَلِكَ أَخْطَأَ، وَأَضَاعَ نَصِيبَهُ، وَتَكَلَّفَ مَا لاَ عِلْمَ لَهُ بِهِ "[17]

"حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا(اللہ عزوجل کا ارشاد ہے)اور بلاشبہ ہم مزین کر دیا آسمان دنیا کو چراغوں سے۔ان ستاروں کی تخلیق تین امور کے لیے کی گئی ہے۔آسمان کو آراستہ کرنے کیلئے اور شیاطین کو رجم کرنے کیلئے اور علامتیں ہیں جن سے راستہ جانا جاتا ہے۔جس شخص نے ان امور کی انجام دہی کے علاوہ اور کوئی تاویل و تعبیر کی اس نے غلط کیا اور اپنا حصہ ضائع کر دیا اور اس کا تکلف کیا جس کا اسے علم نہیں"

گویا کہ ستارے وغیرہ ملانا یا اس طرح کے کسی اور طریقے سے جادو ٹونا کر کے شادی کے غلط یا صحیح ہونے کا فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے اور علم نجوم تو ویسے بھی جائز نہیں ہے۔

اس حدیث مبارکہ کے تحت ہند کے فقیہ اعظم مفتی محمد شریف الحق امجدی صاحب ؒ رقمطراز ہیں:

"علم نجوم حق ہے مگر اس میں مشغول ہونا اب منسوخ ہے۔ستاروں کی وضع رفتار دیکھ کر آئندہ کی بات بتانا ممنوع ہے اور ستاروں کو اس میں بالذات مؤثر جاننا کفر ہے۔لیکن ان کو علامات سمجھ کر کوئی قیاس کرنا کفر تو نہیں مگر لایعنی ہے۔بڑے بڑے رمال و جفار نجومیوں جوتشیوں کی باتیں آئے دن غلط ثابت ہوتی رہتی ہیں"[18]

گویا کہ ستاروں کا علم ہو یا کوئی اور جادو ٹونا وغیرہ یا علم نجوم اب اس کی اجازت نہیں ہے کیونکہ اس سے فتنہ فساد پھیلنے کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے۔جس سے بہت زیادہ معاشرتی مسائل پیدا ہوتے ہیں خاص طور پر شادی جیسے اہم مذہبی فریضہ کو ادا کرنے کے لئے علم نجوم جیسے علم توجہ نہیں دینی چاہئے۔مسلمان تو صرف ایک اللہ پر عقیدہ رکھتا ہے۔پھر اس طرح کے وسوسوں پر کبھی بھی کان نہیں دھرنے چاہئیں۔

مخصوص ماہ و ایام میں شادی نہ کرنے کی رسم

اکثر لوگ محرم وصفر میں منگنی، شادی، رخصتی کرنے کو منحوس سمجھتے ہیں۔یہ نظریہ بالکل غیر شرعی ہے۔کوئی دن کوئی مہینہ منحوس نہیں۔صدر الشریعہؒ فرماتے ہیں:

---

[16] الملک:5

[17] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، (مصر، طوق النجاۃ، س ن)، ج1، ص107

[18] شریف الحق مجددی، نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری، (لاہور، فرید بک سٹال، س ن)، ج4، ص291

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(October- December)

"ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں خصوصا ماہ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نحس مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں یہ سب جہالت کی باتیں ہیں حدیث میں فرمایا کہ صفر کوئی چیز نہیں یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غلط ہے"[19]

کچھ محرم میں شادی اس وجہ سے نہیں کرتے کہ اس میں امام حسینؓ اور شہدائے کربلا شہید ہوئے اب اگر ادب کی وجہ سے اس میں نکاح نہ کریں تو ٹھیک ہے لیکن اگر اس مہینہ کو بھاری اور یا کوئی اور تصور پال کر شادی یا نکاح کو ان ایام میں مطلقاً ناجائز سمجھنا بلکہ شریعت کے برعکس ہے۔ اس طرح صفر کے مہینے میں کچھ لوگ خیرات وصدقات زیادہ کرتے ہیں اور اس میں شادی بیاہ اور نکاح نہیں کرتے کیونکہ وہ اس ماہ کو بھاری تصور کرتے ہیں کہ اس میں بلائیں اترتی ہیں اس لئے اس ماہ میں شادی کرنا جائز نہیں۔ اس طرح کی سوچ رکھنا بھی بالکل غلط ہے۔

اسی طرح امام احمد رضا خان بریلویؒ سے محرم وصفر کے حوالے سے سوال کیا گیا تو آپ ملفوظات میں فرماتے ہیں:

"کیا محرم وصفر میں نکاح کرنا منع ہے؟ فرمایا: نکاح کسی مہینہ میں منع نہیں۔ یہ غلط مشہور ہے"[20]

اگر صفر ومحرم میں نکاح کامیاب نہیں تو کیا جو دوسرے مہینوں میں نکاح ہوتے ہیں ان میں طلاق نہیں ہوتی؟ لہٰذا مسلمانوں کو اس نظریہ کو ختم کرنا چاہئے۔ کیونکہ نکاح ہر ماہ اور ہر دن جائز ہے ہاں کچھ دنوں اور یا کچھ ماہ میں سے کسی بھی ماہ کا احترام بجالاتے ہوئے نکاح تاخیر سے کرنے میں حرج نہیں۔ مگر کسی مخصوص ماہ یا دن کو اس مقدر مقدس بنادینا کہ اس میں نکاح کرنا بالکل ناجائز تصور کرنا ایک غلط طرز عمل اور شرعی اصولوں کے برخلاف امر ہے۔

خطبۂ نکاح اور دیگر غیر شرعی لوازمات

نکاح میں خطبہ خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ دین اسلام میں شادی کی تقریب میں خطبہ نکاح میں اللہ رب العالمین کی حمد وثنا شامل ہوتی ہے۔ اور جو کام بھی بغیر حمد الٰہی کے شروع کیا جائے تو اس میں برکت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں ایک حدیث مبارکہ بیان کی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَشَهُّدٌ، فَهِيَ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ»[21]

"حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: جس خطبہ میں تشہد (یعنی اللہ کی حمد وثناء) نہ ہو وہ معذور ہاتھ جیسا ہے"

شادی کا خطبہ اگر اللہ کی حمد وثناء سے خالی ہوگا تو وہ برکت سے بھی خالی ہوگا۔ شادی چونکہ ایک عظیم خوشی کا موقع ہوتا ہے اس لئے اس موقع پر اللہ کی حمد وثنا نہایت اہمیت کا حامل ہے جیسا کہ "شعب الایمان" میں بھی اس جیسی ایک روایت موجود ہے کہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ أَقْطَعُ "[22]

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ہر اہم معاملہ جسے اللہ کی حمد کے بغیر شروع کیا جائے وہ نامکمل ہوتا ہے۔

شادی خوشی کی ایک ایسی عظیم تقریب ہے۔ جو انسانیت کے لیے نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ یہ اہم موقع اللہ کی حمد وثنا کیے بغیر گزار دینا نقصان سے خالی نہیں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کا اس موقع پر ہونا اس میں برکت ہو اور نئے ازدواجی جوڑے کی آنے والی زندگیوں برکتوں کا باعث ہوگا۔ مگر الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کی وجہ سے نے ڈیزائن اور روشن

---

[19] اعظمی، محمد امجد علی، بہارِ شریعت، (لاہور، ضیاء القرآن، س ن)، ج2، ص159

[20] بریلوی، احمد رضا خاں، ملفوظات، (کراچی، المکتبۃ المدینہ، س ن)، ج1، ص95

[21] امام ابوداؤد، سنن ابوداؤد (بیروت، المکتبۃ العصریۃ، س ن)، ج4، ص431، رقم444

[22] البیھقی، عمر بن عبدالرحمن القزوینی، شعب الایمان، (دمشق، دار ابن کثیر، 2003)، ج6، ص214، رقم4062

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(October- December)

خیالی کی وجہ سے بعض لوگ نکاح کے بعد رخصتی نہیں کرتے جب تک کہ شادی کی رسومات ادا نہ ہوں۔مطلب یوں کہہ سکتے ہیں کہ نکاح کو صرف رسمی رکھا ہوا ہے شادی کی فرسودہ رسومات کو ہی اصل سمجھا جاتا ہے۔

ڈھول بجانا اور غیر شرعی اختلاط

ڈھول بجانے کو ہمارے ہاں خوشی کی علامت تصور کیا ہے اور شادی کے موقع پر خصوصاً ڈھول بجانا معمول کی بات ہے۔صحابیہ رسول ﷺ حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء بیان کرتی ہیں کہ میرے نکاح کے موقع پر رسول اللہ ﷺ میرے گھر آئے اور پھر میرے بستر پر جلوہ افروز ہوئے:

وَجُوَيْرِيَاتٌ يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ، يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِهِنَّ يَوْمَ بَدْرٍ، حَتَّى قَالَتْ جَارِيَةٌ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لاَ تَقُولِي هَكَذَا وَقُولِي مَا كُنْتِ تَقُولِينَ» "[23]

"تو ہماری بچیوں نے دف بجانا اور بدر کے شہداء کی تعریف گوئی کا آغاز کیا، ایک لڑکی نے یہ کہا کہ ہمارے درمیان ایک ایسے نبی ہیں جو مستقبل کا علم رکھتے ہیں۔آپ نے فرمایا: اسے رہنے دو وہی کہو، جو کہہ رہی تھی۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ ایک عورت کا نکاح ایک انصاری شخص کے ساتھ ہوا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

«يَا عَائِشَةُ، مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ؟ فَإِنَّ الأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ»"[24]

اے عائشہ! کیا تمہارے قبیلہ کو کوئی کھیل آتا ہے، بے شک انصار کھیل کو پسند کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ سے ایک اور حدیث روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أَعْلِنُوا هَذَا النِّكَاحَ، وَاجْعَلُوهُ فِي الْمَسَاجِدِ، وَاضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالدُّفُوفِ"[25]

"اس نکاح کا اعلان کرو اور اسے مساجد میں کیا کرو اور اس پر دف بجایا کرو۔

شادی کے موقع پر ڈھول بجا کر شادی کا اعلان کیا جاتا ہے۔اور شادی کا اعلان کرنا اس کا ثبوت سنت سے ہے۔اس لیے شادی کے موقع پر خوشی کے اظہار کیلئے ڈھول بجانا اور نظمیں ، غزلیں اور ایسے شعر گانے کی بھی اجازت ہے جو شریعت کے مخالف نہ ہوں۔ مگر کچھ غیر شرعی افعال ایسے ہوتے ہیں جن کی شریعت میں اجازت نہیں ہے جیسے لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک ساتھ ناچ گانا کہ جس میں محرم اور نا محرم کا فرق ہی ختم کر دیا جائے۔ڈھول کی تھاپ میں بے ہودہ ناچ گانا بالکل جائز نہیں ہے۔

مہندی لگانا اور غیر محرم کا چھونا

شادی کی تقریب میں دولہا اور دلہن کی رسم مہندی کی جاتی ہے۔شریعت میں مہندی لگانے سے ممانعت نہ ہے۔شادی کے موقع پر رسم مہندی خاص طور پر اہتمام کیا جاتا ہے۔اس رسم کی انجام دہی سے کسی اعمال شرعیہ کی مخالفت نہیں ہوتی۔اس بنا پر اس رسم کو انجام دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مگر مہندی کے دوران جب لڑکے کو نا محرم بھی مہندی لگائیں جس میں پردہ کا عنصر بھی ختم ہو جائے تو یہ بالکل جائز نہیں ہے۔اسلام میں ہر موقع پر پردہ کا مکمل اہتمام کیا گیا ہے۔لہٰذا پردہ چاہے خوشی ہو یا غم ہو موقع پر ہونا چاہئے۔اگر ان چیزوں کا خیال نہ کیا جائے تو عائلی زندگی کے بے شمار مسائل پیدا ہوتے ہیں۔جس سے خاندان تباہ ہو جاتے ہیں۔بچوں کی کی زندگی مشکل ہو جاتی ہیں۔اس لئے ہر طرح کی لغویات سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ یہی مومنین کی شان کے لائق ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ"[26]

---

[23] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، (مصر، طوق النجاۃ، 1987ء)، ج5، ص1976، رقم 4852

[24] بخاری، ج5، ص1980، رقم 4867

[25] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، (لاہور، مکتبہ رحمانیہ، 1998)، ج2، ص390، رقم 1089

[26] القرآن 3:23

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(October- December)

"اور وہ لوگ جو لغو کاموں سے اعراض کرتے ہیں۔

بہت ساری عورتوں کامل کر دولہے کو مہندی لگانا جس سے پردہ کا معنی باقی نہیں رہتا اس سے پرہیز کرنا چاہئے جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے کہ :

"عَنْ عَطَاءٍ فِي الرَّجُلِ يَرَى مِنَ النِّسَاءِ مَا يُحَرِّمُ عَلَيْهِ نِكَاحَهُ رُؤُوسَهُنَّ يَسْتَتِرْنَ أَحَبُّ إِلَيَّ ، وَإِنْ رَأَى فَلاَ بَأْسَ'[27]

"حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ جن عورتوں سے آدمی کا نکاح حرام ہے ان کے سروں کا پردہ کرنا میرے نزدیک اچھا ہے۔ البتہ آدمی کی نگاہ اگر پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں"

سہرابندی

دولہا کو شادی کے دن پھولوں کا سہرا پہنایا جاتا ہے اور پیسوں اور پھولوں کا ہار بھی پہنایا جاتا ہے۔ اس کو سہرابندی کہا جاتا ہے۔ سہرابندی کی اس اہم تقریب میں دولہا کے رشتہ دار اور دوست واحباب کی شمولیت یقینی ہوتی ہے۔ سہرابندی میں عام طور پر کوئی خلاف شرع فعل نہیں ہوتا جس کی بناء پر اسے ناجائز قرار دیا جائے اس لئے سہرابندی کو شادی کے موقع پر جائز کہا جاتا ہے۔ مگر کچھ لوگ اس قدر فضول خرچی کرتے ہیں کہ مال کا ضیاع ہوتا ہے۔ قرآن نے انہیں شیطان کا بھائی کہا ہے۔

جیسا کہ سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَابْتَلُوا الْيَتَامَى حَتَّى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا [28]

"اور یتیموں کو آزماؤ، جب وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں اگر تم ان میں سمجھداری محسوس کرو تو ان کے اموال ان کے سپرد کردو اور ان کے مال میں فضول خرچی اور جلدی نہ کھاؤ کہ کہیں وہ جوان نہ ہو جائیں۔ اور جو غنی ہو وہ ان کے مال سے کنارہ کشی کرے۔ اور جو ضرورت مند ہو وعرف کے مطابق کھا سکتا ہے۔ اور جب تم ان (یتیموں) کے مال ان کے سپرد کرنے لگو تو ان پر گواہ بنالو اور اللہ حساب لینے کیلئے کافی ہے۔"

اس طرح فضول خرچی کرنے والوں سے اللہ کی ناپسندیدگی کا اظہار سورۃ الانعام میں اس طرح فرمایا کہ :

وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ[29]

"اور وہی ہے جس نے کچھ باغات زمین پر پھیلے ہوئے اور کچھ نہ پھیلے ہوئے (تنوں والے) اور کھجور اور کھیتی کو پیدا کیا جن کے کھانے مختلف ہیں اور زیتون اور انار (کو پیدا کیا، یہ سب) کسی بات میں آپس میں ملتے ہیں اور کسی میں نہیں ملتے۔ جب وہ درخت پھل لائے تو اس کے پھل سے کھاؤ اور اس کی کٹائی کے دن اس کا حق دو اور فضول خرچی نہ کرو بیشک وہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔"

یعنی کسی بھی موقع پر فضول خرچی سے منع کیا گیا ہے۔ بلکہ اس کی جگہ اپنے رشتہ داروں میں خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے پھر اگر رشتہ داروں میں کوئی ضرورت مند نہ ہو تو محتاجوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اسی طرح مسافروں کے بارے میں بھی یہی ترغیب دی گئی ہے کہ بے جا اور فضول خرچی میں مال و متاع اڑانے

[27] أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة، مصنف ابن أبي شيبة، (مشكاة الاسلامية، س ن)، ج4، ص335، رقم17566

[28] القرآن 6:4

[29] القرآن 141:6

سے بہتر ہے کہ غریب رشتہ داروں، محتاجوں، یتیموں، مسکینوں، اورامسافروں پر مال خرچ کرنا چاہئے کیونکہ اس طرح ضرورت مندوں کی ضرورت بھی پوری ہو جاتی ہے اور خرچ کرنے والے کو ثواب کے ساتھ دلی سکون بھی میسر آجاتا ہے۔قرآن پاک میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ:

"وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا"[30]

"اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو اور فضول نہ اڑا"

شادی کے موقع پر بے جامال خرچ کرنے سے بہتر قرابت داروں، محتاجوں اور مسافروں پر خرچ کرنے کی ترغیب اس لئے دی گئی ہے کہ انسانی معاشرہ میں توازن برقرار رہے۔اور امیروں کی طرح غریب بھی ضروریات زندگی کو پورا کرتے ہوئے زندگی بسر کر سکیں پھر تا کہ فضول خرچی کرنے والا شیطان کا بھائی نہ بن سکے جیسا کہ سورۃ الاسراء میں باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا "[31]

"بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں،اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے"

دعوتِ ولیمہ اور کھانوں کا ضیاع

شادی کے موقع پر دعوتِ ولیمہ نہایت اہمیت کی حامل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور خوشی کے اس موقع پر عمدہ کھانا کھلانا مسرت و شادمانی میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔اور ویسے بھی اسلام فطرتی دین ہے، ہر کام میں اعتدال و میانہ روی کا حکم دیتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ"[32]

کھاؤ پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو بے شک وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔"

پاکیزہ اور عمدہ چیزیں کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔اس لئے اس اہم موقع پر پاکیزہ چیزیں کھانے میں کو قباحت نہیں ہے ہاں فضول خرچی کی ممانعت ہے۔دعوتِ ولیمہ کا حکم مسنون ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ:

" عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ، قَالَ: «مَا هَذَا؟»
قَالَ: إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: «بَارَكَ اللَّهُ لَكَ، أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ» "[33]

"حضرت انس کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف پر زرد رنگ دیکھا تو پوچھا: یہ کس کا رنگ ہے ؟انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ میں نے کھجور کی گٹھلی کے وزن کے برابر سونے پر (یعنی حق مہر کے عوض) ایک عورت سے نکاح کیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ برکت دے۔ولیمہ کرو۔چاہے ایک بکری سے ہی ہو۔"

الغرض! شادی کے موقع پر دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کرنا غیر شرعی فعل نہ ہے اور شریعت نے بھی اسے منع نہیں کیا۔شادی کے موقع پر خوشی کے اظہار کے لیے دعوتِ ولیمہ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔مگر اس طرح کے ہر موقع پر فضول خرچی سے پرہیز کرنا چاہئے۔

حاصلِ کلام

---

[30] القرآن 26:17

[31] القرآن 27:17

[32] القرآن 31:7

[33] ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، (بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1971ء)، ج7، ص490، رقم5596

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(October- December)

اسلام ایک فطرتی دین ہے۔اس کے اصول وضوابط عین فطرت ہیں۔شادی کی وہ رسومات اسلام میں جائز ہیں۔جو شریعت اسلامی سے مطابقت رکھتی ہوں۔جو شریعت اسلامیہ سے مطابقت نہیں رکھتی انہیں ناجائز کہا گیا ہے۔االبتہ درج ذیل شادی کی رسومات اسلام میں جائز نہیں ہیں۔

i. تارے ملا کر رشتہ کرنا
ii. نکاح کے بعد بھی رخصتی نہ کرنا
iii. شادی میں رقص وسرور کے اجتماعات منعقد کرنا
iv. شراب نوشی
v. شادی میں فضول خرچی کے کام۔
vi. آتش بازی کرنا
vii. وری یعنی دلہن کے سامان کی نمائش ریاکاری کے زمرہ میں آتی ہے۔
viii. نیوتا بازی بالکل غلط ہے کیونکہ یہ مہمانوں سے زبردستی پیسے وصول کرنے کے زمرے میں آتا ہے۔البتہ اپنی مرضی سے مہمان تحائف دے سکتے ہیں۔
ix. جہیز کی رسم
x. دعوتِ ولیمہ پر کھانوں کا بے جا استعمال
xi. شادی کے موقع پر پردہ کا اہتمام نہ کرنا
xii. ڈھول کی تھاپ پر مرد وعورت کا ناچ گانا جس میں محرم وغیر محرم کا فرق ختم ہو جائے
xiii. سسرال کی طرف سے جہیز کا مطالبہ کرنا
xiv. مکلاوا
xv. مکلاوا کرتے وقت قرآن پاک کے سائے میں دلہن کو رخصت کرنا

المختصر! شادی کی ہر وہ رسم ورواج جو اسلامی اصولوں سے مطابقت نہ رکھتی ہو اس کی ممانعت کی گئی ہے۔کیونکہ ایسی رسمیں اسلام اور فطرت دونوں کے خلاف ہوا کرتی ہیں۔لہٰذا اس طرح کی تمام رسومات کی ممانعت شریعت میں آئی ہے۔اور اس کے ساتھ میانہ روی کا درس دیا گیا کہ

"وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا"[34]

"اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ حد سے بڑھتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان اعتدال سے رہتے ہیں۔"

اسبابِ غیر شرعی رسوماتِ شادی

شادی کی غیر شرعی رسومات کے اسباب میں سے چند مشہور سبب درج ذیل ہیں۔

1. دیگر تہذیبوں کا اختلاط
2. دیگر مذاہب کے ساتھ رہنا
3. اپنے مذہب کی بنیادی تعلیمات سے دوری
4. جدید دور کا میڈیا جیسا الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا
5. دیگر تہذیبوں کے ڈرامے اور فلمیں وغیرہ
6. ہمارے تعلیمی اداروں میں دینی تعلیم کا فقدان

[34] القرآن 67:25

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
GUMAN
Volume.7, Issue.1 (2024)
(October- December)

7. روشن خیالی اور موڈر نزم کی آڑ میں اسلامی شعار اور اسلامی تشخص کا انہدام

غیر شرعی رسوماتِ شادی کا سدِ باب

شادی کی غیر شرعی رسومات کا سدِ باب درج ذیل نکات سے بہتر انداز میں کیا جا سکتا ہے:

1. احکاماتِ الٰہی کا تعلیماتِ قرآن کی روشنی میں احیاء
2. سنتِ رسول ﷺ کا حال و احوال میں پرچار
3. سیرتِ رسول ﷺ اور سیرت ازدواجِ مطہرہ کے مطالعہ کی ترغیب و ترویج
4. سیرتِ صحابہ و سیرت صحابیات کے مطالعہ کی ترغیب و ترویج
5. سیرتِ اولیاء و صلحاء کی ترغیب و ترویج
6. اعمالِ صالحہ کی ترغیب و ترویج
7. اعمال بد کی وعید و تردید عصر حاضر کی تناظر میں
8. فردِ واحد کا اپنی حیات سے اصلاحی پہلو کا آغاز
9. عملی طور پر بے حیائی کے ہر ڈرامے اور فلم کا بائیکاٹ
10. عملی طور پر ہر طرح کے بے حیائی پر مبنی ٹی وی شوز کا بائیکاٹ

مصادر و مراجع

1. القرآن الکریم منزل من اللہ
2. بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، (مصر، طوق النجاۃ، س ن)
3. بریلوی، امام احمد رضا خاں، فتاویٰ رضویہ، (لاہور، رضا فاؤنڈیشن، س ن)
4. ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، (لاہور، مکتبہ رحمانیہ، 1998)
5. محمد زاہد، مذاہبِ عالم میں شادی بیاہ کی تعلیمات، (لاہور، منور پبلی کیشنز، 2012ء)
6. أبو العباس، أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي، (اردن عمان، دار النشر، 1406ھ)
7. اعظمی، محمد امجد علی، بہارِ شریعت، (لاہور، ضیاء القرآن، س ن)
8. الزيلعي، جمال الدين أبو عبد الله محمد بن يوسف، نصب الراية، (الرياض دار ابن خزيمة، 1444ھ)
9. أبو عبد الله، محمد بن يزيد القزوين، سنن ابن ماجه، (دار احیاء الكتب العربيه، س ن)
10. علاء الدين علي متقي بن حسام الدين، كنز الاعمال، (بيروت، مؤسسة الرسالة، س ن)
11. طبرانی، أبي القاسم سليمان بن أحمد، المعجم الصغير، (القاهره، دار الحرمين، س ن)
12. امام ابو داؤد، سنن ابو داؤد (بيروت، المكتبة العصرية، س ن)
13. ابو داؤد طیالسی، مسند أبي داود الطيالسي، (مصر، دار ہجر، س ن)
14. شریف الحق مجددی، نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری، (لاہور، فرید بک سٹال، س ن)
15. البیہقی، عمر بن عبد الرحمن القزوین، شعب الاعمان، (دمشق، دار ابن کثیر، 2003)
16. أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة، مُصنف ابن أبي شيبة، (مشكاة الاسلامية، س ن)

.https://www.genome.gov/genetics-glossary/Mendelian-Inheritance